تفسير احمد

سُورَةُ الكَوثَر

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الکوثر» کا تفسیر و ترجمه

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الکوثر

جزء (30)

سورۃ الکوثر مکہ میں نازل ہوئی،اس کی تین آیتیں ہیں۔

وجہ تسمیہ:

ابن مردویہ نے عبداللہ بن عباس،عبداللہ بن زبیر اور عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت کیا ہے کہ یہ سورت مکی ہے، کلبی اور مقاتل بھی اسے مکی کہتے ہیں، اور جمہور مفسرین کا بھی یہی قول ہے، لیکن حسن بصری، عکرمہ، مجاہد اور قتادہ نے اسے مدنی قرار دیا ہے، امام سیوطی نے اتقان میں اس قول کو صحیح کہا ہے، اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں اسی کو ترجیح دی ہے، اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے امام احمد،مسلم ، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر ، ابن مروویہ، بیہقی اور دیگر محدثین نے انس بن مالک ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان ہلکی نیند کی حالت میں تشریف فرما تھے، اس کے بعد مسکراتے ہوئے سر اٹھایا،بعض روایات میں آتا ہے کہ حاضر ین نے آپﷺ سے پوچھا کہ آپ کس چیز پر مسکرارہے ہیں ، اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں کے پوچھے بغیر خود رسول اللہﷺ نے فرمایا: کہ ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔

"جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: أغفى رسول الله صلى الله عليه وسلم إغفاءة، فرفع رأسه متبسما فإما قال لهم، وإما قالوا له: يا رسول الله لم ضحكت؟ فقال: إنه أنزلت على آنفا سورة فقرأ «بسم الله الرحمن الرحيم، إنا أعطيناك الكوثر) حتى ختمها، فلما قرأها قال: هل تدرون ما الكوثر؟ قالوا: الله ورسوله أعلم! قال: فإنه نهر وعدنيه ربي عز وجل في الجنة، وعليه خير كثير، عليه حوض ترد عليه أمتي يوم القيامة، آنيته عدد الكواكب» ألباني (صحيح أبي داود) (4747) "

ترجمہ: "رسول اللہ ہلکی نیند سوگئے تھے،پھر آپؐ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر نیند سے اٹھایا اور صحابہ کرام سے فرمایا :تم جانتے ہو میرے مسکرانے کی وجہ کیا تھی؟یا صحابہ کرام نے آپﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی، آپؐ نے فرمایا کہ: مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی پھر آپؐ نے اس کی تلاوت کی، یہاں تک کہ وہ سورت مکمل کرلی، پھر آپؐ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں ، آپؐ نے فرمایا:کوثر ایک نہر ہے جسے خدا تعالی

(c) ketabton.com: The Digital Library

نے جنت میں مجھے عطا فرمائی ہے، اور اس میں خیر ہے،قیامت کے دن میری امت کے لوگ اس پر وارد ہوں گے، اس کے برتن ستاروں کے برابر ہیں کچھ لوگ اس سے روکے جائیں گے،میں کہوں گا:اے رب ! یہ میری امت میں سے ہیں ،لیکن مجھ سے کہا جائے گا:آپ کو نہیں معلوم کہ آپؐ کے بعد انہوں نے کیا کیا چیزیں ایجاد کیں۔

سورۃ "کوثر"نام رکھنے کی وجوہات

اس سورہ کے دو نام ہیں: "الکوثر اور النحر"لیکن قرآن کے نسخوں میں اس سورت کو"کوثر" کہا جاتا ہے، اس سورت کا نام "الکوثر"کیوں رکھا گیا ہے؟ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ اس سورت کا آغاز "إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ"سے ہوا ہے،اگرچہ ابن کثیر سمیت بعض مفسرین کے نزدیک یہ سورہ مدنی ہے۔"کوثر"بروزن "فوعل" صیغہ مبالغہ اور کثرت کے مادہ سے ہے، یہاں کثرت کے معنی دیتا ہے، یعنی:کثرت تمام چیزوں کو شامل ہوگی، آنے والی آیات کے مطابق اس سے مراد خیر کی فراوانی ہے، ہر اس چیز کی کثرت جس کی انسان کو طلب اور ضرورت ہو، اللہ تعالٰی نے انسانی فطرت کو اس طرح بنایا ہے کہ زیادہ کی مانگ اس کی طبعیت کی خصوصیات میں سے ہے، البتہ اس کی تعدیل ہو کر متوازن ہونا چاہیے، وہ بہت زیادہ دولت اور اعلٰی رتبہ چاہتا ہے، اور لمبی زندگی چاہتا ہے، یقیناً انسان کی خواہش ہے کہ اس کو موت نہ آئے، نہ مرے، یہ سورت کا مفہوم ہے۔

یہ بھی مکی سورت ہے، اس لیے واضح ہے کہ سورت کا محور بصیرت کی اصلاح ہے، جب کوئی اللہ تعالٰی کی بندگی کرنا چاہتا ہے، تو اسے کمزوری یا کمی محسوس نہیں کرنی چاہیے،نہیں تو وہ اپنی دعوت میں کامیاب نہیں ہوگا، یہ بہت اہم نکتہ ہے، کوثر والوں میں سے ہونا چاہیے اور کم پر قناعت کرنا چاہیے۔

سورۃ الکوثر اور ماعون کے درمیان ربط و مناسبت

سورۃ الماعون میں اللہ تعالٰی نے منافقوں اور جھوٹوں کی چار خصلتیں بیان کی ہیں۔

1 - بخل،(ماعون آیات:۲۔۳)
2 - نماز میں غفلت اور اسے غیر اہم سمجھنا(ماعون آیت۵)
3 - نماز میں ریا اور دکھلاوا(ماعون آیت:۶)
4 - پڑوسیوں کو معمولی چیزوں میں مدد کرنے سے گریز کرنا(ماعون آیت:۷)

سورۃ الکوثر میں ان چار مذموم،قبیح،مکروہ، اور ناپسندیدہ صفات کے مقابلے میں سورۃ الکوثر میں چار پسندیدہ صفات جو پیغمبر خاتم کو عطا کی گئی

(c) ketabton.com: The Digital Library

تھیں کی طرف اشارہ ہوا ہے۔

الف: بخیل کے بخل کے برعکس و افر اور مستقل بھلائی (إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ)۔

ب: نماز ادا کرنے میں استقامت : "فَصَلِّ"۔

ج: اپنے رب کی رضا کی خاطر نماز میں اخلاص اور پاکیزگی : "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ"۔

د: قربانی کرنا اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا،"منع ماعون" کے برعکس ،یعنی :پڑوسیوں کو امانت دینے سے گریز کرنا۔

سورۃ الکوثر کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

سورہ کوثر میں (۱) رکوع،تین (۳) آیات ،گیارہ (۱۱)الفاظ ،سینتیس(۳۷) حروف اور اٹھارہ (۱۸) نقطے ہیں ، قرآن مجید کی سب سے مختصر سورتوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

(یادر ہے کہ سورتوں کے حروف کی تعداد میں علماء کے اقوال مختلف ہیں، اس کی تفصیل کے لیے سورہ "طور" تفسیر احمد کی طرف رجوع کریں)۔

ایک مشہور قول اور مفسرین کے قول کے مطابق جیسا کہ اوپر اس کا ذکر ہوا ہے یہ مکی سورتوں میں سے ہے،لیکن عکرمہ ،حسن اور قتادہ کہتے ہیں کہ:سورہ کوثر مدنی ہے، ابن کثیر کی بھی یہی رائے ہے۔

سبب نزول:

امام سیوطی اپنی کتاب " اسباب النزول" میں سورہ کوثر کے نزول کے بارے میں لکھتے ہیں: ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ: قریش ایسے شخص کو جس کے بیٹے فوت ہوجاتے اسے "ابتر" اور بے اولاد کہتےتھے، جب رسول اللہﷺ کے بیٹے کا انتقال ہوگیا، توعاص بن وائل نے کہا: محمد ابتر اور بے اولاد ہوگئے، پھر خدا تعالٰی کا یہ کلام نازل ہوا: "إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ" ترجمہ: بلا شبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی ۔

مذکورہ کتاب کے محقق عبدالرزاق المہدی اس روایت کی تعلیق میں کہتے ہیں:واحدی نے "۸۷۳ "نمبر کے ساتھ اس روایت کو یزید بن رومان سے روایت کیا ہے، اور یہ مرسل روایت ہے، لیکن درج حدیث کے ساتھ قوی ہوجاتا ہے،بیہقی نے "دلائل النبوۃ "میں محمد بن علی (بن حسین بن علی بن بی ابو طالبؓ) سے اس طرح روایت کیا ہے کہ : رسول اللہﷺ کے بیٹے کا نام قاسم تھا، مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ: خدا کا یہ کلام عاص بن وائل کے بارے میں نازل ہوا، جس نے کہا تھا کہ: میں محمد کا دشمن ہوں، طبری نے ۳۸۲۱۷ میں مجاہد سے، اور ۳۸۲۱۸،۳۸۲۱۹ میں قتادہ سے اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

۳۸۲۱۵،۳۸۲۱۶ میں سعید بن جبیر سے مرسل روایت کیا ہے، یہ سب مجموع الفتاوی کے مطابق قوی ہیں۔
تفسیر انوار القرآن میں ہے کہ: مشرکین رسول اللہﷺ اور آپ کے پیروکاروں کو کمزور اور کمتر سمجھتے تھے،اور آپﷺ کے بیٹوں کی وفات پرخوش تھے (قاسم کی مکہ میں اور ابراہیم کی مدینہ میں) ، اور مؤمنین کےسخت اور مشکل حوادث میں مبتلا ہونے پر خوشیاں مناتے تھے، تو پھر یہ سورت نازل ہوئی تاکہ یہ اعلان کرے کہ خدا کے رسول اللہﷺ مضبوط اور کامیاب ہیں، اور ان کے پیروکار غالب ہیں، اور آپؐ کی اولاد کی موت سے آپؐ کی شان میں کوئی کمی نہیں آئی، رسول اللہ ﷺ کے دشمن آخر کار دم کٹے اور بے نام و نشان ہوں گے، ان کا نام ونشان اور شہرت باقی نہیں رہے گی۔
مفسر ابو حیان کہتے ہیں کہ کوثر کے بارے میں چھبیس اقوال ہیں، لیکن صحیح وہی ہے جسے رسول اللہﷺ نے بیان فرمایا: "جنت میں ایک نہر ہے، جس کے کنارے سونے سے بنے ہوئے ہیں ، اور اس کے بہنے کی جگہیں موتیوں اور یاقوت کی ہیں،کستوری سے زیادہ خوشبو والا اور شہد سے زیادہ میٹھی ہے "ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ : کوثر سے مراد بہت زیادہ خیر ہے (البحر:۸/۵۱۹)، ابن عباسؓ نے کہا:کوثر سے مراد خیر کثیر (بہت زیادہ بھلائی)ہے، جو مفسرین کے تمام اقوال کو شامل ہے، کیونکہ رسول اللہﷺ کو بہت سی فضلتیں عطا کی گئی ہیں، ان میں سے نبوت، کتاب، حکمت، علم، شفاعت، حوض، مقام محمود، بہت سے پیروکار، دشمنوں پر فتح، اور فتوحات کی کثرت اور دیگر بہت سی بھلائیاں عطا ہوئی ہیں۔

سورہ کوثر کی تمہید

سورہ کوثر جو مکی سورتوں میں سے ایک ہے جو کہ اس بارے میں بحث کرتی ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو کیا کچھ عطا کیاہے، اور یہ کہ آپ کو دنیا اور آخرت کی کون کونسی بھلائیاں عطا کی ہیں ان میں سے حوض کوثر، اور دیگر جامع اور قیمتی نعمتیں ہیں، اور اپنے پیغمبر کو پیغام دیا کہ وہ اللہ تعالٰی کی ان نعمتوں کے شکر کے طور پر نماز قائم کریں اور قربانی کریں ۔
اس مبارک سورت کے آخر میں رسول اللہﷺ کو بشارت دی جارہی ہے کہ آپ کے دشمن بے نام ونشان ہوں گے، اس سورت میں اللہ تعالٰی وضاحت فرماتا ہے کہ اس کے نبی کے دشمن بے نسب اور دم کٹے ہیں۔
یاد رہے کہ اس سورت میں دو غیبی خبریں ہیں: ایک کوثر کا تحفہ، اور وہ بھی اس وقت جب مکہ میں آپ ﷺ خالی ہاتھ تھے، اورآپؐ کا کوئی بیٹا نہیں تھا، اور دوسرا دشمن کا بے نام و نشان ہونا جن کی بہت سے اولاد تھی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سُوۡرَةُ الۡكَوۡثَرِ

اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ۱○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ۲○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ۳○

سورت کا ترجمہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	شروع کرتاھوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاھے
اِنَّاۤ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَؕ۱○	بلا شبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ۲○	پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ۳○	بیشک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا

لغات اور اصطلاحات کی تشریح

"اِنَّاۤ"یقینا ہم نے "اَعۡطَيۡنٰكَ"ہم نے آپ کو تحفہ دیا ہے،"الۡكَوۡثَرَ"،(کثرت)زیادہ خیر اور بھلائی، کوثر:کثرت کا مبالغہ ہے "قدم فلان بکوثر کثیر" فلان ڈھیر سارے خیر اور بھلائی کے ساتھ واپس آیا،"صَلِّ لِرَبِّكَ" صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھ، ایسی نماز جو دکھاوے سے خالی ہو، "إنۡحَرۡ" صرف اپنے رب کے لیے اور صرف اس کے نام پر قربانی کر، نہ کہ کسی اور مقصد کے لیے،تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اپنے سینے(چہرہ) تک اٹھائیں، (غریب القرآن).
"وانحر"خدا تعالٰی کا بندوں کے متعلق شفقت اور مہربانی ہے،(تفسیر کبیر)
"شانی" "شنأ":برا اور بدتمیز دشمن،(سورہ مائدہ:۲ اور ۸ شنأن:دشمنی)
"الۡاَبۡتَرُ" خیر اور برکت سے خالی، بے اصل اور بے نسب، بے نام و نشان، بے اولاد، بانجھ

کوثر عربی زبان میں

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا : "کوثر"عظیم تحفہ اور خیر کثیر ہے،یعنی ایک ایسی نیکی جو کئی سمتوں میں فراوانی کے ساتھ ہو، اس لیے کہ لفظ ہر خیرکو شامل ہے، جو رسول اللهﷺ کو عطا کی گئی ہے، حوض کوثر دیگر خیر اور برکتوں سمیت، صحیح نصوص اور احادیث کے مطابق کوثر: ایک ایسی نہر جس کے کنارے سونے سے بنے ہوئے ہیں اور اس کی نالی موتیوں اور یاقوت سے بنی ہے، اور وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے، جو بھی اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے پیئے گا اس کو کبھی پیا س نہیں لگے گی(رواہ ترمذی)

تفسیر

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ	بلا شبہ ہم نے تجھے کوثر عطا کی

ہم نے آپﷺ کو بہت ساری بھلائیاں عطا کی ہیں، اس سورت میں تمام باتوں کے مخاطب رسول اللهﷺ ہیں، جیسے سورة الضحی اور سوره الم نشرح، ان تینوں سورتوں کے اہم مقاصد میں سے ایک نبی کریمﷺ کو تسلی دینا ہے ان تمام حوادث ، واقعات اور دشمن کے مسلسل بد زبانیوں کی وجہ سے الله سبحانہ و تعالٰی اپنے وعدے پورا کرتا ہے، سورة الضحی میں خدا تعالٰی نے تحفہ دینے کا وعدہ کیا تھا: "وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى"(ضحی:۵) "اور یقینا عنقریب تیرا رب تجھے عطا کرے گا، پس تو راضی ہو جائے گا" اس سورت میں فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے وعدے پر عمل کیا: "اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ".

یاد رہے کہ:نعمتوں کی فراوانی، اور خوشی میں اپنے پروردگار کو نہیں بھولنا چاہیے.

اس سورت میں دو غیبی خبریں ہیں

ایک نبیﷺ کو کوثر کا عطا ہونا، وہ بھی مکہ معظمہ میں جب رسول اللهﷺ خالی ہاتھ تھے، اور آپ کا بیٹا بھی فوت تھا، اور دوسرا دشمن کا بانجھ ہونا، جس کی اولاد بھی تھی اور بہت سی دولت بھی تھی.

ہمارے عظیم رب خوبصورت انداز میں فرماتے ہیں: "اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ"

ترجمہ: "ہم نے تجھے کوثر(بہت ساری خیراور بھلائی)عطا کی".

"اَعۡطَيۡنا"بمعنی ہم نے دیا اور بخش دیا ہے، یہ جو باریکی لفظ "اَعۡطَيۡنا"میں موجود ہے وہ اعطاء میں ہے، اور اعطاء میں ایک قسم کی تعظیم اور احترام اس آدمی کے لیے ہے جو ایسی چیز کو لیتا ہے جس کا وجود ہے، دراصل جب احترام کرنا مقصود ہو تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے عطا کیا، دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ لفظ "اَعۡطَيۡنا" کا فاعل الله ہے،لیکن اس موقع پر جمع کے صیغے کے ساتھ بیان ہوا ہے بجائے اس کے کہ کہتے : میں نے یہ تجھے دیا،کہتا ہے کہ: ہم نے دیا، یہ ایک جلالت شان، بڑائی اور بلند مرتبہ و مقام اور قدرت کا اظہار ہے.

"اَعۡطَيۡنا"جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا عطاء کا معنی صرف دینے اور بخشنے کے ہیں، ایسا دینا اور بخشنا کہ اگر الله تعالٰی کی طرف سے ہوتو یقینا کسی قسم کا احسان جتائے بغیر ہے، اور اگر غیرالله کی طرف سے ہے تو یہ مذمت کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے ، اور بغیر مذمت کے بھی، اسی طرح اگر

(c) ketabton.com: The Digital Library

یہ بخشش خدا کی طرف سے ہو تو اس سے انسان میں مثبت تبدیلی پیدا ہوتی ہے، اگر دینے والا خدا کے علاوہ کوئی اور ہے تو ہمیں کسی بھی لمحہ ذلت کے انتظار میں رہنا چاہیے، یا اس کے پشیماں ہونے کا انتظار کرنا چاہیے، کہ اسے ہم سے واپس لے ، پر سکون اور پر اعتماد طریقے سے انسان کو جو کچھ دینے والا ہے وہ صرف وہی عظمت والا رب ہے، اس ذات نے جو کچھ ہمیں دیا ہے وہ واپس نہیں لے گا، لیکن افسوس ہے کہ انسان خدا کی نعمتوں کا سب سے کم شکر ادا کرتا ہے، اور ان لوگوں کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتا ہے جو کم سے کم دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ شکر کے طلبگارہوئے ہیں۔

تفسیر جلوہ ہائے ازا سرار قرآن سورۃ الکوثر میں لکھتے ہیں: صیغہ "اَعۡطَيۡنٰكَ"(ہم نے آپ کو دیا)میں یہ بتایا ہےکہ "کوثر"سے مراد وہ نعمتیں ہیں جو نبی کریمﷺ کو دی گئی تھیں، وہ نعمتیں جسے نبیﷺ اپنے تمام وجود کے ساتھ محسوس کرتے تھے، اور آپؐ کے لیے اتنی قابل فہم تھیں کہ اس کی وضاحت کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

"الکوثر" کا اطلاق ان نعمتوں پر جو نبیﷺ کے اختیار میں ہیں یا جنت میں عطا کی جائیں گی سورت کی روح اور الفاظ کے ساتھ مطابقت نہیں بنتی ۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانۡحَرۡؕ ۝۲	پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر

یعنی آپ ﷺ کو جو بے شمار نعمتیں دی گئی ہیں کے بدلے میں دو عمل کرنے کا مطالبہ ہے، پہلا عمل: اپنے رب کے لیے صدق دل سے نماز پڑھ اور سجدہ کر،مفسرین کی اصطلاح میں (اپنے خالق سے براہ راست تعلق قائم کرنا) یہ بات قابل ذکر ہے کہ :شکریہ فوری طور پر ہونا چاہیے " فَصَلِّ" حرف فاء تسریع کے لیے ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اس عظیم نعمت کی وجہ سے جو آپ کو عطا ہوئی ہے،اونٹ کی قربانی کر،جو عربوں کے ہاں بہترین مال شمار ہوتاتھا۔

" فَصَلِّ"جس عمل کو " کوثر " کے شکریہ کے طور پر انجام دیاجاسکتاہے وہ "نماز" ہے، " فَصَلِّ لِرَبِّكَ" ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ: دینی احکام عقل اور فطرت کے مطابق ہیں ، عقل نعمتوں کا شکر ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے، اور دین بھی یہی حکم دیتاہے۔

رب عزوجل فرماتا ہے:ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے صدق دل سے ہمارے لیے اپنی فرض نمازیں جاری رکھو"اور قربانی کرو" میری رضا کے لیے میرے نام پر ، بت پرستوں کی طرح نہیں کہ جو میرے علاوہ دوسروں

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے لیے قربانی کرتے ہیں۔
التسھیل میں ہے کہ:مشرکین نماز پڑھتے ہوئے سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے، اور بتوں کے لیے اونٹ قربان کرتے تھے، اس لیے خدا تعالٰی نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپؐ کی نماز اور قربانیاں خالص میرے لیے ہوں، اونٹوں کی قربانی صرف اس کے لیے ہو، یعنی توحید اور اخلاص کا حکم دیتا ہے۔
قتادہ،عطاء اور عکرمہ کہتے ہیں کہ "وانحر" کا معنی عید الضحی کی نماز پڑھنا اور اس میں قربانی ذبح کرنا ہے، ابن کثیر کہتے ہیں: درست یہ ہے کہ "نحر " سے مراد حج اور مناسک میں جانور ذبح کرنا، ہدیہ اور قربانی کرنا "، ابن کثیر نے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے، اللہ تعالیٰ نے عطا کردہ نعمتوں کے مقابلے میں انسانوں کے لیے جو فرض اور ذمہ داری بیان کی ہے، وہ نعمت کا شکر ادا کرنا ہے،لیکن جس نکتے کی طرف توجہ دینی چاہیے وہ یہ ہے کہ نعمت اور شکر میں تناسب لازم ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ نعمت جتنی بڑی اور عظیم تر ہو تو اس کے لحاظ سے زیادہ شکر کرنے کی ضرورت ہے۔
اس سورہ میں ہمارے رب عزوجل نے نبی کریمﷺ کو کوثر کی نعمت دینے کا ذکر کیا ہے، "کوثر" ایک صفت ہے جو کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا معنی خیر اور نعمتوں کی کثرت اور بہتات کا ہے، اس عظیم نعمت اور زیادہ خیر کے لیے بہت زیادہ شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے،اس لیے اللہ تعالٰی نے اس نعمت کے بدلے میں رسول اللہﷺ کے کاندھوں پر دو ذمہ داریاں ڈالی ہیں اور فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" اب جبکہ یہ حال ہے تو صرف اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔
ملاحظہ فرمائیں:کوثر کے شکر کے طور پر سب سے پہلا فرض نماز ہے،نماز سب سے جامع اور مکمل عبادت ہے،اور وہ اس طرح کہ اس میں قربت کے حصول کے لیے قلب حاظر ہوتاہے اور زبان حمد اور سورت کے تلاوت کے ساتھ اور جسم کے اعضاء رکوع سجود کے ساتھ مصروف ہوتے ہیں۔
دوسری ذمہ داری جو کوثر کے تشکر کے طور پر ہے وہ نحر کرنا یعنی قربانی ہے،"وانحر" سے تفسیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قربانیوں میں سے اونٹ زیادہ اہمیت کا حامل ہے، اور مسلمان اس میں بہت دلچسپی رکھتے تھے، اور اونٹ نحر کرنا بڑی قربانی اور جذبہ کے بغیر ممکن نہ تھا، چونکہ اللہ تعالٰی نے چاہا کہ کوثر کی نعمت اور اس کے شکرانے کے درمیان توازن قائم ہو ، اس لیے نماز پڑھنے اور اونٹ کی قربانی کا حکم دیا۔
نماز ایک ایسی عبادت ہے جس کا اللہ کے سوا کسی اور کے لیے بجالانے

(c) ketabton.com: The Digital Library

کا کوئی معنی نہیں ہے، خاص طور پر "رب" کے مفہوم کے حوالے سے جس سے مراد نعمتوں کا تسلسل، تدبیر اور پروردگار کی ربوبیت ہے، کیونکہ "رب" لفظ کا مطلب ہے وہ مالک جو اپنے مملوک کے حکم کی تعمیل کرتا ہے، خدا تعالٰی کا حکم "فَصَلِّ لِرَبِّكَ" مشرکوں کے اعمال کے برخلاف ہے جو بتوں کو سجدہ اور ان کے لیے قربانی کرتے تھے ، حالانکہ اپنی تمام نعمتوں کو رب کی طرف سے سمجھتے تھے بہر حال ،تعبیر "لربک"سے عبادات میں قرب کی نیت کی ضرورت واضح ہے۔

"فَصَلِّ" اور "وَانْحَرْ" کے درمیان کیا ربطہ ہے؟

ان دونوں جملوں کے درمیان تعلق کو واضح کرنے کے لیے ہمیں پہلے "وَانْحَرْ" کی تشریحات کو دیکھنا چاہیے ، اس کے نتیجے میں ہم ان دونوں جملوں کے درمیاں تعلق کی نشاند ہی کرتے ہیں۔

الف: "وَانْحَرْ"،نحر کے مادہ سے ہے ،بمعنی :گلے والی جگہ، اور یہاں اونٹ کا گلہ مراد ہے، اگر آپ نے سنا یا دیکھا ہوگا اونٹ کو کاٹنے کے لیے دوسرے جانوروں کی طرح اس کی گردن نہیں کاٹتے ، اسی لیے اونٹ کو پہلے نحر کیا جاتا ہے، یعنی اس کے حلق میں بڑا چھرا گھونپا جاتاہے، جس کی وجہ سے بہت سا خون بہہ جاتاہے، اور اس کا جسم سست پڑ جانے یا کمزور ہونے کے بعد زمین پر گرتا ہے، پھر اس کی گردن کاٹ کر سر الگ کرتے ہیں، اس عمل کو نحر کہتے ہیں، جس کا مطلب قربانی ہے، اور ہوسکتا ہے کہ نماز کے حکم کے بعد"نحر" کا حکم دینے کی وجہ بندے کے الله کے ساتھ تعلق کے بعد، بندوں کے بندے کے ساتھ تعلق کی طرف اشارہ ہو، یعنی اگر انسان کا خدا کے ساتھ تعلق ہو تو وہ معاشرےسے اپنا تعلق منقطع نہیں کرسکتا، کہ غریبوں اور مسکینوں کا خیال نہ رکھے، بلکہ دونوں تعلقات کو مضبوط رکھتاہے۔

ب: لفظ "وَانْحَرْ" سے مراد قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا ہے،کیونکہ"نحر" کے مادہ کے معنی حلق کے ہوتے ہیں، پھر عرب اسے ہر چیز کا مقابلہ کرنے کے لیے استعمال کرتے تھے، یہاں بھی خدا تعالٰی قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے ہونے کا حکم دے رہا ہے، درحقیقت یہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ہے جس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

یہ آیت قربانی پر عید کی نماز کو مقدم رکھنے کی دلیل ہے اور یہ جمہور کی رائے ہے، اس سے مراد یہ بھی ہوسکتاہے کہ صبح کی نماز مزدلفہ میں پڑھی جائے اور ھدی و قربانی منٰی میں ہو،یہاں اس امر کا بیان آپؐ

(c) ketabton.com: The Digital Library

کی امت کی تعلیم کے لیے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہاں نماز سے مراد عید کی نماز اور نحر کا معنی قربانی کرنا ہے، اس میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ وہ نماز اور قربانی دیگر نمازوں اور مناسک کو بھی شامل ہو۔
ج: اس سے مراد تکبیر کے دوران ہاتھ گلے یا چہرے کے سامنے اٹھانا ہے۔

آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" سے معلوماتی اسباق

آیت "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ" جس نصیحت آموز سبق کا استنباط کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ:

1 - وہ نعمتیں جو پیغمبر اسلام کے لیے ذمہ داری لاتی ہیں، "اعطیناک.....فصل"۔
2 - شکر یہ فوری ہونا چاہیے،(فصل) میں "حرف فا ءتسریع کے لیے ہے"
3 - دینی احکام عقل اور فطرت کے مطابق ہوتے ہیں،عقل بھی نعمتوں کا شکر یہ ادا کرنا ضروری سمجھتی ہے، دین بھی یہی حکم دیتا ہے"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"
4 - چونکہ نعمت کا تحفہ اسی کی طرف سے ہے"اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ" اس لیے شکر بھی اسی کا ہونا چاہیے"فَصَلِّ لِرَبِّكَ"
5 - اللہ سے تعلق انسانوں سے تعلق پر مقدم ہے،"فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"
6 - اس اتفاق کی اہمیت ہے جو ایمان اورعقیدت کے ساتھ ہو،(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ)
7 - اس نماز کی قدر و قیمت ہے جو اخلاص کی ساتھ ہو، "لِرَبِّكَ"

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ ۝۳	بیشک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا

جب آپ ﷺ کے بیٹے وفات پا گئے،تو عاص بن وائل نے کہا:اسے چھوڑ دو، وہ بغیر پشت کا آدمی ہے،"ابتر" یعنی اس کی نسل باقی نہیں رہی، پس جب وہ مرے گا تو اس کا نام بھلا دیا جائے گا، پھر اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی، اور اعلان فرمایا کہ یہ کافر خود ابتر ہے، اگر چہ اس کی اولاد بھی ہو، کیونکہ وہ خدا کی رحمت سے محروم ہے، اس کا نام لعنت اور نفرت کے سوا نہیں لیا جائے گا، لیکن نبی کریم ﷺ کا نام قیامت تک مینار و منبر پر لوگوں کی زبانوں پر رہے گا، آپؐ کا نام اللہ کے نام کے ساتھ لیا جاتا رہے گا، اور مؤمنین قیامت تک ان کی پیروی کریں گے، پس وہ ان کے لیے باپ کا درجہ رکھتے ہیں، اس پر درود و سلام ہو خدا کا۔
"تفسیر جلوہ ھای از اسرار قرآن " کے مفسر اس بارے میں لکھتے ہیں کہ :

(c) ketabton.com: The Digital Library

اس آیت مبارکہ سے اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں نے آپ ﷺ صحابہ کرام کو مکہ میں محاصرے میں لے لیا،مکمل روابط منقطع کر دیے تھے، مکہ کے تمام اقوام اور قبائل سے آپﷺ تعلقات کے منقطع کرکے انہوں نے محسوس کیا کہ نبیﷺ کو لوگوں سے الگ کردیا ہے اور ان کے درمیان اثر ور سوخ کے راستے بند کردئیے ہیں(جلوه های از اسرار قرآن،سورة الکوثر)

اس طرح آیت میں دو موضوع قابل ذکر ہیں:

1 - دو تاکید کا موجود ہونا(أَنَّ او و هُوَ) اس بات کی علامت ہے کہ یقنا اور ضرور تمہارا دشمن اور بد خواه بغیر اولاد رہے گا.

2 - "شانئی"اسم فاعل ہے،یعنی:اس میں ماضی،حال اور متقبل کے دشمن شامل ہیں ،اس لیے قرآن کے اس اشارے سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ نبی کا دشمن ہر دور میں بے نسل رہے گا.

سورة کوثر کی تفسیر انس بن مالک کی حدیث کے تناظر ہیں

انس بن مالک بن النصر بن ضمضم، ان کا لقب : ابو حمزه ہے، جو مدینہ منوره میں پیدا ہوئے، ان کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے،جو کم عمری میں نبیﷺ پر ایمان لائے تھے، نبی ﷺ کے خدمت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ، اکثر غزوات میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ رہے، عالم اسلام کے معتبر محدثین میں سے ہیں، آپؓ سوره کوثر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: أغفى رسول الله صلى الله عليه وسلم إغفاءة. فرفع رأسه متبسما. فإما قال لهم. وإما قالوا له: يا رسول الله لم ضحكت؟ فقال: إنه أنزلت على آنفا سورة فقرأ (بسم الله الرحمن الرحيم. إنا أعطيناك الكوثر) حتى ختمها. فلما قرأها قال: هل تدرون ما الكوثر؟ قالوا: الله ورسوله أعلم! قال: فإنه نهر وعدنيه ربي عز وجل في الجنة. وعليه خير كثير. عليه حوض ترد عليه أمتي يوم القيامة. آنيته عدد الكواكب) ألباني صحيح أبي داود میں (4747). ترجمہ: رسول اللہﷺ ہلکی نیند سوگئے تھے، پھر آپﷺ مسکراتے ہوئے نیند سے اٹھے اور صحابہ کرامؓ سے فرمایا : آپ لوگوں کو میری مسکرانے کی وجہ معلوم ہے؟یا صحابہ کرامؓ نے آپﷺ سے مسکرانے کی وجہ پوچھی، آپﷺ نے فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے (پھر آپؐ نے پوری سورت پڑھ دی) .

خدا تعالٰی اپنے پیغمبر ﷺ سے فرماتا ہے:"إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ"،ہم نے آپ کو بہت ساری بھلائیاں اور بہت سارا فضل اور نعمتیں دی ہیں، جن میں وه نہر یا حوض بھی شامل ہے، جسے اللہ تعالٰی نے اپنے نبی کو عطا کیا ہے،جس کو "کوثر" کہا جاتا ہے، اس کی لمبائی ایک ماه کی مسافت ہے اور چوڑائی

(c) ketabton.com: The Digital Library

بھی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اور اس کے برتن اور پیالے آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور انہی کی طرح جگمگاتے ہیں،جس نے ایک بار حوض کوثر کا پانی پی لیا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔
جب الله تعالٰی نے نبیﷺ پر اپنے احسان کا ذکر فرمایا، تو آپﷺ کو نعمتوں کے شکر ادا کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: "فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ"پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر، یعنی:اے نبیﷺ ہم نے آپ کو دنیا اور آخرت میں بہت سی بھلائیاں عطا کی ہیں، لہٰذا ان نعمتوں کی شکر گزاری کے لیے آپ صدق دل سے ہمارے لیے فرض نمازیں جاری رکھیں ، اور ہماری رضا، اور نام پر قربانی کریں، ان مشرکوں کی طرح نہ کریں جو غیروں کے لیے نماز پڑھتے ہیں، اور غیروں کے لیے قربانی کرتے ہیں، مشرکوں میں بہت سے لوگ تھے جو خدا کے سواء کسی اور کے لیے قربانی کرتے تھے، لہٰذا الله عزوجل نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ آپؐ کی نماز اور قربانی میرے لیے خالص ہو۔
قتادہ عطاء اور عکرمہ کہتے ہیں کہ: "وانحر"سے مراد عیدالالضحی کی نماز پڑھنا اور قربانی ذبح کرنا ہے، ابن کثیر کہتے ہیں کہ "نحر" سے مراد حج اور مناسک میں ہدیہ اور قربانی کے طور پر جانور ذبح کرنا ہے،ابن کثیر نے اس بارے میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔
"اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالْاَبْتَرُ"(یقینا تمہارا دشمن خود ہی ابتر ہے)
یعنی بلا شبہ یہ تیرا ہی دشمن ہے جو دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائیوں سے محروم ہے،بے نسل ہے ، اس کا کوئی انجام نہیں ہے،یا یہ کہ تیرا جو دشمن ہے جس کی موت کے بعد اس کی کوئی نیک نامی نہیں ہوگی، زمانہ جاہلیت میں جس آدمی کے ہاں نرینہ اولاد نہیں ہوتی تھی تو اسے ابتر کہا جاتا تھا، حسن بصریؒ فرماتے ہیں:نبی کریمﷺ کو ابتر کہنے سے مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ آپﷺ اپنے آخری ہدف تک پہنچنے سے پہلے دعوت کے آدھے راستے میں ناکام ہوجائیں گے،لیکن یہاں الله تعالٰی نےواضح فرمایا کہ یہ دشمنان رسول اللهﷺ ہیں جو کہ نا کام اور بے نشاں رہیں گے"(مراجع:تفسیر انوار القرآن،تفسیر علامہ عبدالرحمن سعدی اسباب النزول سیوطی)
مفسرین کے نزدیک "کوثر" کے معنی کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:بعض نے صحیح احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہاہے کہ: "جنت میں ایک نہر ہے"بعض نے کہا ہے کہ: " جنت میں حوض ہے"اور بعض نے کہا :اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو نبیﷺ کو عطا کیا گیا ہے، بعضوں نے کہا کہ یہ صحابہ کرامؓ کی جماعت ہے، جسے الله تعالٰی نے آپﷺ کا ساتھی چن لیا،لیکن

(c) ketabton.com: The Digital Library

اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو آپﷺ دیا گیا ہے، ان میں سے ایک حوض کوثر ہے جو جنت میں ہے، اور آپﷺ کو عطا کی گئی ہے، اس کی تصدیق و تائید کے لیے بہت سارے دلائل موجود ہیں، مثال کے طور پر حضرت عائشہ ؓ سے اللہ تعالٰی کے اس فرمان: "إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ الۡكَوۡثَرَ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: "نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ " (بخاری:۴۹۶۵)

ترجمہ: "ایک نہر ہے جو نبی ﷺ کو دی گئی ہے، اور اس کے دونوں کناروں کے درمیان موتیاں ہیں، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے"۔

ابن جریر الطبری امام المفسرین، کوثر کے معنی کے بارے میں تمام مختلف اقوال نقل کرتے ہوئے آخر میں کہتے ہیں کہ بہت سی روایات کے مطابق ہمارے نزدیک کوثر جنت میں ایک نہر ہے جو نبی کریمﷺ کو دی گئی ہے۔

"ابتر " کون ہے ؟

علم لغت کے علماء کہتے ہیں کہ"اَبۡتَر"لفظ"بتر" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کاٹنا ، جوہری نے "بَتَرتُ الشيء" کی تعریف کسی چیز کو ختم ہونے سے پہلے کاٹ دینے کے طور پر، اور "انبتار" کو انقطاع، اور "سیف باتر" کو کاٹنے والی تلوار کے طور پر اور "ابتر" کو دم کٹا اور بغیر کسی پیچھے چلنے والے کو کہا ہے۔

راغب کے مطابق ابتر دم کٹے جانور کو کہا جاتاہے، پھر جس آدمی کی نسل نہ ہو کہ اس کا جانشین بنے اس کے لیے کہا جاتا ہے، نیز رسول اللہﷺ کی ایک حدیث کی بنا پر کہ جو بات اللہ کے ذکر کے بغیر شروع کی جائے اسے "ابتر" کہتے ہیں۔

ابن منظور کی رائے بھی ان دو رائے کے قریب ہے، ابن عباس اور سدی کی روایت کے مطابق قریش ایسے شخص کے لیے جس کی نرینہ اولاد مرتی اسے "ابتر" کہتے تھے۔

لفظ صرف ایک ہی بار ذکر ہوا ہے وہ بھی اس سورت "کوثر" کی تیسری آیت میں، اور اس میں نبیﷺ کے دشمن کا تعارف ہوا ہے،"إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الۡأَبۡتَرُ"(وہ تیرا ہی دشمن ابتر ہے) "شانئی" ماہر لسانیات نے اس لفظ کا معنی مبغض، یعنی بغض رکھنے اور نفرت کرنے والے کا کیا ہے،(ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، محقق، مصحح، میر دامادی، جمال الدین، جلد 1، صفحہ 102، بیروت، دار الفکر للطباعۃ و النشر و التوزیع، دار صادر، طبع سوم، 1414ق)

(c) ketabton.com: The Digital Library

عالم اسلام کے مشہور مفسر ابن عباسؓ فرماتے ہیں:اس لفظ سے مراد دشمن ہے،لیکن بعض اقوال کے مطابق بعض لوگ اپنا تعارف "شانئی" پیغمبر کے دشمن سے کراتے تھے، اور قرآن نے بھی ان کے جواب میں یہی لفظ استعمال کیا ہے:جیسا کہ عاص بن وائل کہتا تھا کہ:میں محمد کا شانئی ہوں(طبري، محمد بن جرير، جامع البيان في تفسير القرآن، جلد 30، صفحه 212، بيروت، دار المعرفة، طبع اول، 1412ق.)

سورة الکوثر کا پیغام

1 - سب سے زیادہ اور بڑی نیکی سب سے چھوٹی سورت میں رکھی گئی ہے، " اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ "۔

2 - چھوٹی سے چھوٹی بات میں سب سے زیادہ خطاب کیا جاسکتا ہے اللہ تعالی نے اپنے رسول کو پانچ مرتبہ مخاطب کیا ہے، ان میں دو صورتیں امری اور قانونی ، اور عبادی ہیں ۔

3 - ذمہ داری کے مقام پر ، ہمیشہ حکمی خطاب استعمال نہیں کرنا چاہیے، (تین صورتوں میں خدا تعالی کا خطاب عام ہے۔

4 - دینی فرائض کی ادائیگی کے ذریعے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ضروری ہے (فصلّ) ۔

5 - اگر انسان کو خیر کثیر یا بہت زیادہ نعمتیں میسر ہوں تو اسے چاہیے کہ اس میں سے کچھ دوسروں کے لیے خرچ کرے۔

6 - وافر نعمت کو معاشرے میں ظاہر کرنا چاہیے، تاکہ دوسرے اس سے فائدہ اٹھائیں، "وانحر" ۔

7 - رسول اللہ ﷺ کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کا نتیجہ "ابتر" ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

8 - اس دشمن کے مقابلے میں جو تباہی کا ارادہ رکھتا ہے نرمی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں،"اِنَّ شَانِئَكَ هُوَالۡاَبۡتَرُ"۔

سورہ کوثر پڑھنے کا ثواب

سورہ کوثر پڑھنے کے ثواب کے بارے میں ہمارے پاس رسول اللہﷺ کی ایک حدیث ہے آپ فرماتے ہیں،"جو شخص سورہ کوثر کی تلاوت کرے گا ، اللہ تعالٰی حوض کوثر اور جنت کی ہر نہر سے اسے پانی پلائے گا، اور عیدالاضحی کے دن قربانی والوں کے برابر اجر و ثواب عنایت فرمائے گا"۔

حوض کوثر

لفظ "کوثر" کثرت بمعنی خیر کثیر ہے،کوثر،جنت میں یا میدان محشر میں ایک حوض ہے جو اللہ تعالٰی نے نبی کریمﷺ کو عطا کی ہے، اور مؤمنین

(c) ketabton.com: The Digital Library

جنت میں داخل ہونے کے موقع پر اس کے پانی سے سیراب ہوں گے۔
مفسرین نے کوثر کے معنی کے بارے میں مختلف اقوال و روایات نقل کی ہیں،بعض مفسرین نے صحیح احادیث کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ" کوثر" جنت میں نہر ہے،بعض کہتے ہیں کہ جو خیر کثیر نبی کریمﷺ کو عطا کیا گیا ہے وہی حوض کوثر ہے،بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ کوثر: قرآن کریم اور نبوت ہے، بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ :اس سے مراد صحابہ کرام کی وہ کثیر تعداد ہے جنہیں الله نے آپﷺ کے ساتھی ہونے کی حیثیت سے انہیں چن لیا۔
البتہ اکثر مفسرین کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ خیر کثیر ہے جو آپﷺ کو دیا گیا ہے، ان میں سے ایک حوض کوثر ہے جو جنت میں ہے، اور آپﷺ کو عطا کی گئی ہے، اس کی تصدیق اور تائید کے لیے بہت سارے دلائل موجود ہیں، مثال کے طور پر حضرت عائشہ ؓ سے الله تعالٰی کے اس فرمان "إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: "نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيكُمْ صلی الله علیه وسلم شَاطِئَاهُ عَلَيهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ " (بخاری:۴۹۶۵)
ترجمہ: "ایک نہر ہے جو نبی ﷺ کو دی گئی ہے، اور اس کے دونوں کناروں کے درمیان موتیاں ہیں، اس کے برتنوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے"۔
خدائے بزرگ نے اپنے بندے اور رسول محمدﷺ کو ایک بڑا اور وسیع حوض عطا کر کے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اور جس کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے زیادہ ہے، آپؐ کی عزت اور توقیر کی ہے،حوض کوثر کے جام اور پیالے ستاروں کی طرح زیادہ ہیں ، اس کا صاف پانی کوثر کے دریا سے اس حوض میں داخل ہوتا ہے، وہی کوثر کی نہر جسے الله تعالٰی نے جنت میں محمدﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔
محمد ﷺ کے امتی اس تالاب کے پاس آئیں گے، جو اس حوض کے پانی سے پیے گا، وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔
اس تالاب کے محل وقوع کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں: امام غزالی اور قطبی کی رائے ہے کہ یہ حوض پل صراط عبور کرنے سے پہلے میدان حشر میں واقع ہے، اس دعوی کے لیے یہ سند پیش کرتے ہیں کہ اس حوض میں آنے والے بعض لوگ دوزخ میں جائیں گے، اگر یہ حوض پل صراط کے بعد ہوتا تو بعض لوگوں کو واپس دوزخ کی طرف بھیجنا ممکن نہ تھا۔(تذکرہ:۳۰۲)۔
علامہ ابن صحر نے امام بخاری کا قول نقل کیا ہے کہ: یہ حوض پل صراط

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے بعد ہے، کیونکہ امام بخاری نے حوض کوثر سے متعلق احادیث پل صراط اور شفاعت کی احادیث کے بعد لکھی ہیں(فتح الباری: ۱۱/ 466)

حوض کوثر کا طول و عرض

روایات کے مطابق حوض کوثر کی لمبائی اور چوڑائی اور اس کے ہر کونہ کی مسافت ایک ماہ کے برابر ہے۔

اہل علم کوثر کے پانی کی صفت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا پانی جنت سے آتا ہے، اس کے پانی کی گزرگاہ اور نالہ جنت سے کھینچے گئے ہیں، ان میں سے ایک سونے کا ہے اور ایک چاندی کا، اس کے برتنوں تعداد آسماں کے ستاروں کے برابر ہے۔

حوض کوثر کے بارے میں مذکور احادیث

اس مسئلہ کی وضاحت کے لیے ان احادیث کو قا رئین محترم کی خدمت پیش کرتا ہوں ، جو خطیب تبریزی نے اپنی مشکاۃ میں ذکر کی ہیں:

1 - بخاری اور مسلم نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:(حوضی مسیرة شهر،وزواياه سواء.ماؤه أبيض من اللبن، وريحه أطيب من المسك، وكيزانه كنجوم السماء، من يشرب منها فلا يظمأ أبدا)

ترجمہ: میرے حوض کی چوڑائی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خو شبودارہے، اور اس کے آب خورے آسماں کے ستاروں کے برابر ہیں، جو اس میں سے ایک بار پی لے گا اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

2 - حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فر مایا: (إن حوضی أبعد من أيلة من عدن لهو أشدُّ بياضاً من الثلج، وأحلى من العسل باللبن، ولآنيته أكثر من عدد النجوم، وإني لأصد الناس عنه كما يصد الرجل إبل الناس عن حوضه. قالوا: يا رسول الله! أتعرفنا يومئذ؟ قال: "نعم لكم سيماء ليست لأحد من الأمم، تردون على غراً محجلين من أثر الوضوء) رواه مسلم

ترجمہ: میرے حوض (یعنی کوثر کے) دونوں سروں کے درمیان کا فاصلہ ایلہ اور عدن کے درمیانی فاصلہ سے زیادہ ہے، اور بلاشبہ اس حوض کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے بھی زیادہ شیریں ہے،جس میں دودھ ملا ہوا ہے، اور اس کے آبخورے آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ ہیں، اور یقینا میں دوسری امتوں کے لوگوں کو اس حوض پر آنے سے اس طرح روکوں گا ، جس طرح کوئی شخص غیر لوگوں کے اونٹوں کو اپنے حوض پر آنے سے روکتا

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہے ، صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ (اس وقت) آپ ہمیں پہچان لیں گے، آپﷺ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں پہچان لوں گا، دراصل تمہاری ایک خاص علامت ہوگی،تمہاری پیشانیاں اور تمہارے ہاتھ پاؤں ، وضو کی نورانیت کے سبب روشن اور چمکدار ہوں گے(مسلم)

3 - ایک اور روایت حضرت انس سے منقول ہے کہ :آپﷺ نے فرمایا: (ترى فيه أباريق الذهب والفضة كعدد نجوم السماء)۔

ترجمہ: اس حوض میں سونے چاندی کے آبخورے ہوں گے،(جو اپنی چمک دمک اور)تعداد کے اعتبار سے آسمان کے ستاروں کی طرح دکھائی دیں گے۔

4 - ایک اور روایت میں حضرت ثوبان ؓ سے یوں منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ سے اس حوض کے پانی کے بارے میں پوچھا گیا توآپ ﷺ نے فرمایا۔"أشد بياضاً من اللبن، وأحلى من العسل يغت فيه ميزابان يمدّانه من الجنة، أحدهما من ذهب والآخر من وَرِق"۔

"اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس حوض کو لبریز رکھنے کے لیے دو زور دار پر نالے گرتے ہیں جو جنت (کی اس بند) سے آتے ہیں(جس کا نام بھی کوثر ہے) ان میں سے ایک پرنالہ سونے کا ہے اور ایک چاندی کا"۔

حوض کوثر پر کون لوگ آئیں گے اور کون اس سے روکے جائیں گے

کافی ساری احادیث اس بارے میں موجود ہیں کہ کون سے لوگ حوض کوثر پر وارد ہوں گے اور کون اس سے روکے جائیں گے، بخاری مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: " ليردن على الحوض رجال ممن صاحبني، حتى إذا رأيتهم، ورفعوا إلي، اختلجوا دوني، فلأقولن: أي رب، أصحابي، أصحابي، فليقالن لي: إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك"

"حوض پر میرے ساتھیوں میں سے کچھ آدمی آئیں گے حتی کہ جب میں انہیں دیکھوں گا اور ان کو میرے سامنے کیا جائے گا تو انہیں مجھ(تک پہنچنے)سے پہلے اٹھا لیا جائے، میں زور دے کر کہوں گا:اے میرے رب!یہ میرے اصحاب ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا، آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں نکالیں"۔

بخاری اور مسلم ابی حازم کے واسطے سے سھل بن ساعدی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: "أنا فرطكم على الحوض، من ورد شرب، ومن شرب

(c) ketabton.com: The Digital Library

لم يظمأ أبداً، وليردن على أقوام أعرفهم ويعرفوني، ثم يحال بيني وبينهم، قال أبو حازم: فسمع النعمان بن أبي عياش وأنا أحدثهم هذا الحديث، فقال: هكذا سمعت سهلاً يقول؟ فقلت: نعم، قال: وأنا أشهد على أبي سعيد الخدري لسمعته يزيد، فيقول: فإنهم مني، فيقال: إنك لا تدري ما أحدثوا بعدك، فأقول: سحقاً سحقاً لمن بدل بعدي"

ترجمہ: "آپﷺ فرماتے تھے کہ میں حوض کوثر پر تم سے پہلے رہوں گا،جو وہاں پہنچنے گا اور جو اس کا پانی پی لے گا وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا، میرے پاس ایسے لوگ بھی آئیں گے جنہیں میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہنچاتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا جائے گا، ابو حازم نے بیان کیا کہ نعمان بن ابی عیاش نے بھی سنا کہ میں ان سے یہ حدیث بیان کر رہا ہوں تو انہوں نے کہا کہ تو نے سہل ؓ سے اسی طرح یہ حدیث سنی تھی ؟ میں نے کہا کہ ہاں ، انہوں نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ابو سعید خدری ؓ سے یہ حدیث اسی طرح سنی تھی ، ابو سعید اس میں یہ بھی بیان کر تے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں کہوں گا کہ یہ لوگ مجھ میں سے ہیں،نبی کریمﷺ سے اس وقت کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے کیا تبدیلیاں کردی تھیں؟ میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو ان کے لیے جنھوں نے میرے بعد دین میں تبدیلیاں کردی تھیں"۔

اور بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللهﷺ نے فرمایا: "بينما أنا قائم على الحوض، إذا زمرة، حتى إذا عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم، فقال: هلم، فقلت: إلى أين؟ فقال: إلى النار والله، فقلت: ما شأنهم؟ فقال: إنهم قد ارتدوا على أدبارهم القهقرى، ثم إذا زمرة أخرى، حتى عرفتهم خرج رجل من بيني وبينهم فقال لهم: هلم، قلت: إلى أين؟ قال: إلى النار والله، قلت: ما شأنهم؟ قال: إنهم قد ارتدوا على أدبارهم، فلا أراه يخلص منهم إلا مثل همل النعم"۔

ترجمہ:میں (حوض پر)کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت میرے سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص (فرشتہ)میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ میں کہوں گا کدھر؟ وہ کہے گا کہ واللہ جہنم کی طرف،میں کہوں گا ان کے حالات کیا ہیں؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں(دین سے)واپس پلٹ گئے تھے، پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا، اور جب انہیں بھی پہچان لوں گا تو ایک شخص(فرشتہ)میرے اور ان کے درمیان میں سے نکلے گا، اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ، میں پوچھوں گا کہ کہاں؟ تو وہ کہے گا، اللہ کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

قسم!جہنم کی طرف، میں کہوں گا کہ ان کے حالات کیا ہیں؟ فرشتہ کہے گا یہ لوگ آپﷺ کے بعد الٹے پاؤں واپس پلٹ گئے تھے، میں سمجھتا ہوں کہ ان گروہوں میں سے ایک آدمی بھی نہیں بچے گا، مگر یہ کہ چوپایوں کی طرح چھوڑ جائیں گے"۔

امام قرطبی اپنی کتاب "التذکرہ"میں مندرجہ بالا احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:علماء اسلام نے حوض سے متعلق احادیث کے بارے میں کہا ہے کہ: وہ تمام لوگ جو دین سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے یا جنہوں نے دین میں ایسی بدعتیں پیدا کیں، جن سے خدا تعالی راضی نہیں ہے، اور اس کی اجازت نہیں دی، ان سب کو حوض تک پہنچنے سے روکا جائے گا، اور انہیں وہاں سے بھگادیا جائے گا، لیکن ان کے ساتھ سخت سلوک کیا جائے گا،اور انہیں حوض کی نزدیک جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہوگئے ہیں، اور انہوں نے کوئی اور راستہ اختیار کیا ہے، جیسے کہ خارجی فرقے، گمراہ روافض اور معتزلی جنہوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے، ان سب نے خدا کا دین بدل دیا ہے، اسی طرح وہ ظالم لوگ جنہوں نے بہت زیادہ ظلم و ستم جاری رکھا، اور حق کے آواز دبانے، اور حق کے پیروکاروں کو قتل کرنے، اور انہیں ہراساں کرنے کے اقدامات کیے ، وہ بھی جو کھلم کھلا کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہوئے، اور گناہوں کو کم تر سمجھا ، اور کج روی، بدعت اور خواہشات جیسے مسائل کا شکار ہوئے، ان سب کو بھی حوض کوثر سے بھگا دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ اگر انہوں نے صرف اعمال میں کوئی گناہ کیے ہوں ،لیکن صحیح عقیدہ رکھتے ہوں تو ان کو ایک مدت تک حوض سے روکا جائے گا، پھر اللہ تعالی کی مغفرت کے بعد وضو کی روشنی کی وجہ سے جس سے وہ پہنچانے جائیں گے، ان کو حوض تک پہنچنے کی اجازت دی جائے گی، اگر وہ نبیﷺ کے عصر کے منافقین ہوں جو بظاہر ایمان کا اظہار کرتے تھے اور باطن میں کفر کی پیروی کرتے تھے، بظاہر انہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے، پھر ان کی چادریں ہٹا کر ان سے مخاطب ہوں گے، اور ان سے کہا جائے گا:دور ہو جاؤ دور ہوجاؤ۔

یاد رکھیں کہ جہنم میں ان لوگوں کے سوا کوئی نہیں رہے گا،جن کے دلوں میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہو،اور ہر حق کو ٹھکرا کر باطل کی پیروی کی ہو،(التذکرہ:صحفہ:۳۰۶)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

Get more e-books from www.ketabton.com
Ketabton.com: The Digital Library